

غزہ میں نسل کشی: قانونی ذمہ داریاں، فرض کی عدم تعمیل، اور شراکت داری کا قیمت

21 جولائی 2025 تک، غزہ میں جاری نسل کشی صرف ایک انسانی المیہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی قانونی نظام کے خلاف ایک تباہ کن الزام ہے۔ 60,000 سے زائد فلسطینیوں کے قتل، ایک ملین سے زیادہ زندگیوں کو نکلنے والی قحط، اور غزہ کی بنیادی ڈھانچے کے کھنڈر میں تبدیل ہونے کے ساتھ، دنیا ایک واحد حقیقت کا سامنا کر رہی ہے: نسل کشی کی گنتی ہے، اور جن کی قانونی اور اخلاقی ذمہ داری تھی کہ اسے روکیں، وہ ناکام ہو گئے۔ یہ مضمون نسل کشی کنونشن اور عالمی عدالت انصاف (ICJ) کے فیصلوں سے پیدا ہونے والی پابند بین الاقوامی ذمہ داریوں، کلیدی ممالک کی طرف سے اس فرض کی عدم تعمیل، اور ان کی شراکت داری کے گہرے قانونی، اخلاقی، اور معاوضاتی قیمت کا خاکہ پیش کرتا ہے۔

نسل کشی کنونشن کے تحت قانونی ذمہ داریاں

1948 کا نسل کشی کے روک تھام اور سزا کے بارے میں کنونشن تمام دستخط کنندگان پر واضح ذمہ داری عائد کرتا ہے:

“معاہدہ کرنے والی جماعتیں تصدیق کرتی ہیں کہ نسل کشی، چاہے امن کے وقت ہو یا جنگ کے وقت، بین الاقوامی قانون کے تحت ایک جرم ہے جسے وہ روکنے اور سزا دینے کا عہد کرتی ہیں۔”

نسل کشی کی تعریف آرٹیکل II میں اس طرح کی گئی ہے:

“درج ذیل میں سے کوئی بھی عمل جو کسی قومی، نسلی، نژادی یا مذہبی گروہ کو، اس کی حیثیت سے، مکمل یا جزوی طور پر تباہ کرنے کے ارادے سے کیا جائے: (الف) گروہ کے ارکان کا قتل؛ (ب) سنگین جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانا؛ (ج) ایسی حالات کو جان بوجھ کر مسلط کرنا جو گروہ کی جسمانی تباہی کا باعث ہوں؛ (د) پیدائش کو روکنا؛ (ه) بچوں کو زبردستی منتقل کرنا۔” **

غزہ میں اسرائیل کا رویہ - بڑے پیمانے پر قتل، جان بوجھ کر بھوک، ہسپتالوں، زرعی زمینوں اور گھروں کی تباہی شامل - واضح طور پر نسل کشی کے **actus reus** کو پورا کرتا ہے۔

عالمی عدالت انصاف (ICJ) نے اپنے 2007 کے فیصلے میں بوسنیا اور ہرزیگووینا بمقابلہ سربیا اور مونٹی نیگرو میں تصدیق کی:

”ریاست کی روک تھام کی ذمہ داری، اور اس کے مطابق عمل کرنے کی ذمہ داری، اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ریاست کو نسل کشی کے سنگین خطرے کی موجودگی کا علم ہوتا ہے، یا عام طور پر اسے معلوم ہونا چاہیے تھا۔“

یہ ذمہ داری نتیجہ کی بجائے عمل سے متعلق ہے۔ ریاستیں اپنے اثر و رسوخ کے متناسب تمام دستیاب ذرائع سے عمل کرنے کی پابند ہیں۔

جنوری 2024 میں، ICJ نے جنوبی افریقہ بمقابلہ اسرائیل میں فیصلہ دیا:

”حقائق اور حالات اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے کافی ہیں کہ جنوبی افریقہ کے دعویٰ کردہ کم از کم کچھ حقوق... قابل قبول ہیں۔ اس میں غزہ میں فلسطینیوں کا نسل کشی کے اعمال سے تحفظ کا حق شامل ہے۔“

اس نے تمام فریق ممالک کے لیے فوری قانونی ذمہ داریوں کو متحرک کیا۔ آرٹیکل 41 کے تحت، یہ عارضی اقدامات پابند ہیں۔ اس لمحے سے آگے عمل نہ کرنے سے بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

طاقتور ممالک کی طرف سے فرض کی عدم تعمیل

قانونی وضاحت کے باوجود، دنیا کے سب سے طاقتور ممالک - ریاستہائے متحدہ، جرمنی، اور برطانیہ - نہ صرف اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام رہے، بلکہ فعال طور پر نسل کشی کو ممکن بنایا۔

- ریاستہائے متحدہ: سالانہ 3.8 بلین ڈالر کی فوجی امداد، تنازع کے دوران اضافی ہتھیاروں، اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بار بار ویٹو کے ساتھ، امریکہ نے قانونیت پر اتحاد کو ترجیح دی۔ اس کی ناکامی بوسنیا کیس میں سربیا کی ذمہ داری کو عکاسی کرتی ہے۔

● جرمنی: ”کبھی دوبارہ نہیں“ کا نعرہ لگاتے ہوئے، جرمنی نے صرف 2024 میں اسرائیل کو 326 ملین یورو کے ہتھیار برآمد کیے۔ اس کی تاریخی ذمہ داری الٹ دی گئی ہے۔ ناقابل دفاع کی حفاظت کے لیے ہتھیار بنائی گئی۔

● برطانیہ: 42 ملین پاؤنڈ کے ہتھیاروں کی برآمد اور مستقل سفارتی تحفظ کے ساتھ، برطانیہ نے بین الاقوامی قانون میں اپنی اپنی وراثت کو نقصان پہنچایا۔ اس کی عمل کرنے کی ذمہ داری واضح تھی۔ اور نظر انداز کی گئی۔

لنوشن کے آرٹیکل III(e) کے تحت، ”نسل کشی میں شراکت داری“ خود ایک جرم ہے۔ ان ممالک نے، مادی امداد اور مداخلت نہ کرنے کے ذریعے، اس حد کو عبور کیا ہے۔

نسل کشی کا ارادہ: بیان بازی سے حقیقت تک

نسل کشی کا mens rea - ایک گروہ کو تباہ کرنے کا ارادہ - اندازہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے اسرائیلی رہنماؤں نے بار بار اعلان کیا ہے:

”فلسطینی جانوروں کی طرح ہیں، وہ انسان نہیں ہیں۔“
ایلی بین دہان، 2013، کینیسٹ کے رکن

”ہم انسانی جانوروں سے لڑ رہے ہیں اور اسی کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔“
یوآو گالنت، 9 اکتوبر 2023، اسرائیل کے وزیر دفاع

”غزہ کے رہائشیوں کو بھوک سے مرنے دینا جائز اور اخلاقی ہو سکتا ہے۔۔۔“
”ہم غزہ کو مکمل طور پر ختم کر رہے ہیں۔۔۔ فوج ایک پتھر کو دوسرے پر نہیں چھوڑے گی۔“
بیزالیل سموٹریچ، 5 اگست 2024، اسرائیل کے وزیر خزانہ

”ایک ہی حل یہ ہے کہ غزہ کو اس کے لوگوں سمیت ایک بار میں جلا دیا جائے۔“
”ہمارا مشترکہ ہدف غزہ کو زمین کے چہرے سے مٹانا ہے۔ غزہ کو اب جلا دو۔“
نسیم واٹوری، 20 نومبر 2023، کینیسٹ کے ڈپٹی اسپیکر

”فوج کو غزہ کے شہریوں کے لیے موت سے زیادہ تکلیف دہ طریقے تلاش کرنے چاہئیں۔“
”انہیں مارنا کافی نہیں ہے۔“

امیچائی ایلیاہو، 5 جنوری 2024، اسرائیل کے وزیر ثقافت

”کوئی معصوم نہیں ہے۔ غزہ کو زمین بوس کر دینا چاہیے۔“
”ہم غزہ میں ایک گرام امداد داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے جب تک کہ اس کے لوگ گرگڑائیں اور گھٹنوں کے بل نہ ہوں۔“

اتمار بین گویر، 2024، اسرائیل کے قومی سلامتی کے وزیر

”غزہ کا ہر بچہ دشمن ہے۔ ہمیں غزہ پر قبضہ کرنا چاہیے جب تک کہ ایک بھی بچہ باقی نہ رہے۔“
موشے فیگلن، 22 مئی 2025، سابق کینسٹ رکن، زہوت پارٹی کے رہنما

بیانات بیان بازی کے زینت نہیں ہیں۔ یہ نسل کشی کے ارادے کے کھلے اعترافات ہیں۔ جب اسرائیل کے رویے کے ساتھ ملایا جائے۔ بڑے پیمانے پر قتل، بھوک، شہری تباہی۔ وہ نسل کشی کے لیے مکمل قانونی کیس بناتے ہیں۔

شراکت داری کی قیمت: معاوضہ اور ذمہ داری

نسل کشی کے قانونی نتائج محض مذمت پر ختم نہیں ہوتے۔ ان میں معاوضہ شامل ہے۔

ICJ کی بوسنیا میں منطق اور بین الاقوامی فوجداری عدالت (ICC) کے متاثرین پر مرکوز انصاف کے اصولوں کے مطابق، معاوضہ نہ صرف مرتکبین بلکہ ان ممالک کو بھی ادا کرنا ہوگا جنہوں نے جرم کو روکنے یا مادی طور پر اسے ممکن بنانے میں ناکام رہے۔

معاوضہ میں شامل ہونا چاہیے:

- غزہ کے زندہ بچ جانے والوں کے لیے: بازسازی کے لیے تخمینہ شدہ 18.5 بلین ڈالر (ورلڈ بینک، 2025)
- مغربی کنارے کے فلسطینیوں کے لیے: آبادکاروں کی توسیع اور تشدد کی وجہ سے نقصانات کے لیے - 5-10 بلین ڈالر
- فلسطینی تارکین وطن کے لیے: تاریخی طور پر املاک سے محرومی اور جلا وطنی کے لیے - 10-20 بلین ڈالر
- مستقبل کی فلسطینی ریاست کے لیے: خود مختاری اور بنیادی ڈھانچے کی بازسازی کے لیے - 30-50 بلین ڈالر

فنڈنگ کو اقوام متحدہ کے زیر انتظام ایک ٹرسٹ کے ذریعے جمع کیا جانا چاہیے۔ ملکی اور بین الاقوامی قانونی اقدامات تعمیل کو مجبور کر سکتے ہیں۔ ICJ کا حتمی فیصلہ۔ جو ابھی تک زیر التوا ہے۔ اس ضرورت کو نافذ کرنے والے ذمہ داریوں میں واضح کر سکتا ہے۔

جرمنی، جو گزشتہ 77 سالوں سے ہولوکاسٹ کے دوران اپنے جرائم کے اعتراف میں اسرائیل کو معاوضہ ادا کرتا رہا ہے، اب خود کو تاریخ کے دوسری طرف پاتا ہے۔ اپنی غیر عملی - اور اس سے بھی بدتر، ہتھیاروں کی ترسیل کے ذریعے براہ راست حمایت کے ذریعے - اس نے یقینی بنایا ہے کہ اسے اگلے 77 سالوں تک فلسطینی عوام کو معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس کا جنگ کے بعد کا اخلاقی سرمایہ انصاف کے لیے نہیں، بلکہ نا انصافی کو برقرار رکھنے کے لیے خرچ کیا گیا ہے۔

جہاں تک اسرائیل کا تعلق ہے - نسل کشی کا بنیادی مرتکب - اس کی ذمہ داری مالی معاوضے پر ختم نہیں ہو سکتی۔ تباہی، نقل مکانی، اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کی شدت کو دیکھتے ہوئے، اسرائیل شاید صرف مالی وسائل کے ذریعے اپنی معاوضاتی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکے۔ اس طرح کے منظر نامے میں، علاقائی معاوضہ - چوری شدہ زمین کو اس کے جائز فلسطینی مالکان کو واپس کرنا - نہ صرف ایک اخلاقی ضرورت بلکہ قانونی ضرورت کے طور پر ابھر سکتا ہے۔

نتیجہ: فرض کی خلاف ورزی، انصاف کا مطالبہ

غزہ میں نسل کشی خفیہ طور پر نہیں ہوئی۔ یہ براہ راست، قانونی طور پر پابند دنیا کے سامنے، کھلے عام رونما ہوئی جس نے غیر عملی کا انتخاب کیا۔

قانونی ذمہ داریاں واضح تھیں۔ فرض کی عدم تعمیل جان بوجھ کر تھی۔ شراکت داری کی قیمت اب ادا کرنی ہوگی۔

یہ صرف اسرائیل کا جرم نہیں ہے۔ یہ ان ممالک کا بھی ہے جنہوں نے اسے فنڈ کیا، اسلحہ فراہم کیا، اور اس کا دفاع کیا۔ معاوضہ، قانونی کارروائیاں، اور تاریخی حساب کتاب نہ صرف ممکن ہیں - وہ ضروری ہیں۔

جرمنی، جو ہولوکاسٹ کے بعد اخلاقیات کا خود ساختہ محافظ ہے، کو اپنے دوہرے معیار کا حساب دینا پڑے گا۔ اور اسرائیل، جس نے ایک قوم کو تباہ کیا اور اپنی اپنی مشروعیت کو ختم کر دیا، شاید یہ پائے کہ اس کی واحد باقی ماندہ کرنسی وہ زمین ہے جو اس نے زور زبردستی سے لی تھی - اور اب اسے واپس کرنا ہوگا۔

”دوبارہ کبھی نہیں“ ایک نعرہ نہیں ہے۔ یہ ایک ذمہ داری ہے۔ اور غزہ میں، دنیا اس میں ناکام ہو گئی ہے۔